کچھ تذکرہ عید اور اعمالِ عید کا

مفتی محمد راشد ڈسکوی

رمضان المبارک کی ابتدا ہو چکی ہے، یقیناً اس بابرکت مہینہ کی رحمتوں، برکتوں اور مغفرتوں سے ہر ہر مسلمان اپنے اپنے ظرف کے مطابق حصہ لے رہا ہوگا۔ ایسے میں چند ایسی گزارشات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا خیال پیدا ہوا جن کا تذکرہ اسی ماہِ مبارک میں کیا جانا ضروری تھا، اگرچہ ان کا تعلق اس ماہِ مبارک سے نہیں، بلکہ آنے والے مہینے ''شوال'' سے ہے، لیکن اس مضمون کا آئندہ شمارہ میں آنا سود مند نہیں تھا، اس لیے کہ جب تک شوال کا شمارہ منظرِ عام پر آئے گا، اس وقت تک بہت سے ایسے اعمال کا وقت گزر چکا ہوگا جو ذیل میں ذکر کیے جا رہے ہیں، چنانچہ اس مضمون میں ''چاند رات، عید الفطر کے مسنون اعمال، نمازِ عید کا طریقہ اور اگر کوئی شخص عید کی نماز میں مسبوق ہو تو وہ اپنی نمازِ عید کی رہ جانے والی رکعتوں کو کیسے پورا کرے گا؟'' ان اُمور کو بیان کرنا ہے۔ اللہ رب العزت حق بات کو احسن انداز میں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

چاند رات

احادیثِ مبارکہ میں اس رات کو ''لیلة الجائزة'' (انعام کی رات) کا نام دیا گیا ہے، چوں کہ اس رات میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے اپنے بندوں کو انعام دیا جاتا ہے، اس لیے اس رات کا خاص طور پر خیال رکھنا ضروری ہے۔ پورا مہینہ اللہ کے بندے اللہ کو راضی کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں، ایک عجیب تبدیلی کا احساس ہر بندہ محسوس کرتا ہے، عبادات میں ترقی ہو جاتی ہے۔ نماز، تلاوت کلامِ پاک، ذکر واذکار، رب عز وجل سے مناجات، الغرض ہر ہر بندہ اپنے رب کی بندگی میں آگے سے آگے بڑھنے کی تگ ودو میں لگا ہوتا ہے، یہ تو عام لوگوں کا حال ہوتا ہے، خواص کا تو پوچھنا ہی کیا؟! ان کے ہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ ایک الگ ہی منظر پیش کر رہا ہوتا ہے، دنیاوی معاملات و مصروفیات کو تو گویا بالکلیہ ہی خیر باد کہہ دیا جاتا ہے، اور دن، رات رب عز وجل کے تعلق وخوشنودی کے حصول کے لیے کوششوں میں گزر جاتی ہے۔

ایسے میں جب یہ مہینہ اپنے اختتام کو پہنچتا ہے تو پھر پہلی رات سے ہی پورے ماہ کی محنت کے بدلے ملنے والے انعامات کا اعلان شروع ہو جاتا ہے۔ مذکورہ تفصیل کے بعد جب اپنے اوپر اور اردگرد کے ماحول پر نظر ڈالتے ہیں تو پھر عام لوگ تو درکنار کچھ خواص قسم کے افراد بھی رمضان کے تھکے ہارے اس رات بے فکر میٹھی نیند سوتے نظر پڑتے ہیں، حالاں کہ یہ رات بھی بہت زیادہ خصوصیت کی حامل ہے۔

عیدین کی راتوں کی فضیلت کے بارے میں وارد ہونے والی کئی روایات سند کے اعتبار سے اگرچہ کچھ کمزور ہیں، لیکن ایک تو فضائل کے معاملہ میں ضعیف روایات قابلِ قبول ہوتی ہیں (بشرطیکہ ضعف شدید نہ ہو) دوسرے ان روایات کے مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہونے کی وجہ سے ضعف کسی درجہ میں دور بھی ہو جاتا ہے، لہٰذا اس موقع پر روایات کی سندوں کے ضعف کو بنیاد بنا کر عیدین کی راتوں کی فضیلت کا یکسر انکار کر دینا جمہور کے مؤقف کے خلاف ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کے شارح امام نوویؒ نے شرح مسلم میں اور بعض دیگر محدثین نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ ''شرح مسلم'' میں لکھتے ہیں:

''اتفقوا علی استحباب إحیاء لیلتي العیدین وغیر ذلک''.

(شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب الاجتھاد فی العشر الأواخر من شھر رمضان: ۳۷۲/۱، قدیمی)

ترجمہ:...... ''عیدین کی راتوں میں جاگ کر عبادت کرنے کے استحباب پر جمہور علماء نے اتفاق کیا ہے''۔

چنانچہ بہت سی کتب احادیث میں مثلاً: ابن ماجہ، الترغیب والترہیب، شعب الإیمان للبیہقی، الجامع الصغیر، کنز العمال، مصنف عبدالرزاق، سنن الکبری للبیہقی وغیرہ میں مذکور ہے:

''من قام لیلتي العیدین محتسباً لم یمت قلبه یوم تموت القلوب''.

(سنن الکبری للبیہقی، باب عبادۃ لیلۃ العیدین، رقم الحدیث: ۶۵۱۸، ۳۱۹/۳، مجلس دائرۃ المعارف)

ترجمہ:...... ''جس شخص نے عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں کو ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے زندہ رکھا (عبادت میں مشغول اور گناہ سے بچا رہا) تو اس کا دل اس (قیامت کے ہولناک اور دہشت ناک) دن نہ مرے گا، جس دن لوگوں کے دل (خوف وہراس اور دہشت وگھبراہٹ کی وجہ سے) مردہ ہو جائیں گے''۔

اتنی بڑی فضیلت اور اس سے ہماری غفلت!! ڈر ہے کہ کہیں ہماری اس ناشکری کا وبال ہمیں اس منعم کے عتاب میں ہی نہ مبتلا کر دے۔

عید الفطر

عید الفطر مسلمانوں کے لیے بہت زیادہ خوشی کا دن ہے، اس خوشی کی وجہ یہ ہے کہ اس دن مسلمان اللہ جل شانہ کی توفیق اور اس کے فضل وکرم سے اپنے ذمہ عائد ایک بہت بڑے فریضے کی تکمیل کر

چکے ہوتے ہیں۔ پورا مہینہ دن کو روزہ اور شب میں تراویح کی ادائیگی اور اس میں کلامِ الٰہی کے پڑھنے اور اس کے سننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اس محنت کا بدلہ یا مزدوری اس عید الفطر کے دن دیا جاتا ہے، اسی لیے اس دن کو آسمانوں میں "یوم الجائزۃ" (انعام کا دن) اور اس کی رات کو "لیلۃ الجائزۃ" (انعام کی رات) کہہ کر پکارا جاتا ہے، جیسا کہ آگے حدیث شریف میں آ رہا ہے۔ الغرض عید کے دن اور اس کی رات کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی فضیلت اور اہمیت ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے "شعب الایمان" میں ایک لمبی حدیث نقل کی ہے، جس کے کچھ حصے کا ترجمہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے، جس سے اس دن اور رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کے ساتھ ہونے والے معاملے کا اندازہ ہوسکتا ہے:

"پھر جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو (آسمانوں میں) اس کا نام "لیلۃ الجائزۃ" (انعام کی رات) سے لیا جاتا ہے۔ اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں کو تمام شہروں کی طرف بھیجتے ہیں، وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں (راستوں) کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو جن وانس کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، پکارتے ہیں کہ اے امتِ محمدیہ! (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) اُس ربِ کریم کی (بارگاہ کی) طرف چلو جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے، اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے۔ پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں: کیا بدلہ ہے اُس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ: اے ہمارے معبود اور مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کو اس کی مزدوری پوری پوری ادا کر دی جائے، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "**فإني أشهدكم يا ملائكتي! إني قد جعلتُ ثوابهم من صيامهم شهر رمضان وقيامهم رضائي ومغفرتي**"...... یعنی "فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی"۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد فرماتے ہیں:

"اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا، اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر غور کروں گا۔ میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کی ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا) میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رُسوا نہیں کروں گا۔ بس! اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہوگیا۔ پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو افطار کے دن ملتا ہے، خوشیاں مناتے ہیں اور کِھل جاتے ہیں"۔ (**اللّٰهم اجعلنا منهم**، آمین)

لہٰذا! اللہ رب العزت کی (عطایا کی) طرف دیکھتے ہوئے ہمیں بھی چاہئے کہ اس دن کو بھی اور اس بعد کے ایام کو بھی اس کی منشأ کے مطابق گزارنے کی کوشش کریں کہ یہی اس کی عطایا کی قدر دانی ہے، چنانچہ ذیل میں عید الفطر کے دن کے مسنون اور مستحب اعمال تحریر کیے جاتے ہیں:

عید کے دن کے اعمال

۱:......عید کے دن صبح سویرے اٹھنا۔ ’’ویستحب .....التبکیروھو سرعة الانتباہ‘‘.

(العالمگیریۃ: ۱/۱۴۹، رشیدیۃ)

۲:......نمازِ فجر اپنے محلے کی مسجد میں پڑھنا۔ ’’ومن المندوبات صلاۃ الصبح فی مسجد حیہ‘‘۔ (رد المحتار: ۳/۵۶، دار المعرفۃ)

۳:......جسم کے زائد بال اور ناخن وغیرہ کاٹنا۔ ’’ویتطیب بازالة الشعر وقلم الأظفار‘‘۔

(حلبی کبیر، ص: ۵۶۶، سہیل اکیڈمی)

۴:......غسل کرنا۔

۵:......مسواک کرنا۔ (یہ اس مسواک کرنے کے علاوہ ہے جو وضو میں کی جاتی ہے، نیز مسواک کرنا خواتین کے لیے بھی مسنون ہے)

۶:......جو کپڑے پاس ہوں اُن میں سے اچھے عمدہ کپڑے پہننا۔ نئے ہوں تو نئے پہن لیے جائیں، ورنہ دُھلے ہوئے پہنے جائیں۔

۷:......خوشبو لگانا (لیکن خواتین تیز خوشبو نہ لگائیں)۔ ’’ثم یستحب لصلاۃ العید ما یستحب لصلاۃ الجمعة مِنَ الِاغتسال والِاستیاک والتطیُّب ولُبس أحسنِ الثیابِ والتبکیرِ إلی المُصلّٰی لأنه یوم اجتماع للعبادة کالجُمعة فیستحبُ التَنظِیف وإظهارالنِعْمة والمُسَارعة‘‘۔ (حلبی کبیر، ص: ۵۶۶، سہیل اکیڈمی)

۸:......انگوٹھی پہننا۔ (مردوں کے لیے زیادہ سے زیادہ ساڑھے چار ماشہ چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، اس سے زیادہ یا کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں) (رد المحتار: ۳/۵۶، دار المعرفۃ)

۹:......اگر صدقۂ فطر ابھی تک ادا نہ کیا ہو تو عید کی نماز سے پہلے پہلے ادا کرنا۔ ’’ویؤدی صدقة الفطر إغناءً لِلفقیرِ لِیَتفرَّغ قلبُه للصلاۃ‘‘۔ (فتح القدیر: ۲/۷۰، دار الکتب العلمیۃ)

۱۰:......عیدگاہ کی طرف جلدی جانا۔ ’’ویُسْتَحَبُّ.....الِابتکارُوھو المُسارعة إلیٰ المُصَلّٰی‘‘۔ (العالمگیریۃ: ۱/۱۴۹، رشیدیۃ)

۱۱:...... پیدل چل کر عیدگاہ جانا، البتہ اگر کوئی عذر ہو تو سواری پر جانے میں مضائقہ نہیں۔ ’’ثُمّ خُروجُه ماشیاً إلیٰ الجَبّانةِ‘‘۔ (رد المحتار: ۳/۵۶، دار المعرفۃ)

۱۲:......نمازِ عید، عیدگاہ میں ادا کرنا، البتہ اگر کوئی عذر ہو (مثلاً: بارش ہو، دشمن کا خوف ہو یا عید

گاہ میں امام صحیح العقیدہ نہ ہو) تو مسجدِ محلّہ میں ہی نمازِ عید ادا کرلی جائے۔ (کذا فی امداد الاحکام:۱/۷۳۳)

۱۳:......عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے آہستہ آواز میں تکبیرات تشریق کہتے ہوئے جانا، اور عیدگاہ پہنچ کر تکبیرات بند کردینا، تکبیرات تشریق یہ ہیں: ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، لآإلٰہ إلا اللّٰہُ و اللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ وللّٰہِ الحمدُ''۔

''ویُستَحبُّ التکبیرُ جهراً في طریق المُصلّٰی یومَ الأضحیٰ إتفاقاً للإجماع وأمّا یوم الفطر فقال أبو حنیفة لایُجهَرُ بِه''۔ (حلبی کبیر، ص:۵۲۶، سہیل اکیڈمی)

۱۴:......عیدالفطر کی نماز کے لیے جانے سے پہلے کچھ کھالینا، اگر کوئی میٹھی چیز ہو (کھجور، چھوہارے یا کوئی اور چیز) تو طاق عدد میں کھانا بہتر ہے، اور اگر میٹھی چیز نہ ہو تو کوئی بھی چیز کھالی جائے۔ ''ویستحب في یوم الفطر أنْ یطعم قبل أن یَخرُجَ إلی المُصَلّٰی''۔ (فتح القدیر:۲/۶۹، دار الکتب العلمیۃ)

۱۵:......نمازِ عید ادا کرنے کے بعد واپسی پر راستہ بدل کر آنا۔ (مرقاۃ:۳/۲۹۰، رشیدیہ)

۱۶:......ہرکسی سے خوش اخلاقی سے پیش آنا، بشاشت کا اظہار کرنا اور غیظ وغضب سے پرہیز کرنا۔ ''ونُدب...... إظهارُ البَشاشَة''۔ (ردالمحتار:۳/۵۶، دار المعرفۃ)

۱۷:......اپنی وسعت کے مطابق مستحقین اور مساکین کی مدد کرنا۔ ''ونُدب .... إکثارُ الصَّدَقَةِ''۔ (ردالمحتار:۳/۵۶، دار المعرفۃ)

۱۸:......اپنی حیثیت کے مطابق اپنے گھر والوں پر کھانے وغیرہ کے اعتبار سے کشادگی کرنا۔

۱۹:......اگر ممکن ہو تو عید کے دن جبہ پہننا۔ ''ویندُب للرّجال وکان للنبی ﷺ جُبّةُ فَنَکٍ یلبَسُها في الجُمَع والأعیاد''۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص:۲۸۹، دار الکتب العلمیۃ)

۲۰:......ایک دوسرے کو مبارک باد دینا (بشرطیکہ اس کو لازم نہ سمجھا جائے)۔ ''وَنُدِبَ ..... التَهنِئَة بتقبَّلُ اللّٰہُ مِنّا ومِنکُم''۔ (ردالمحتار:۳/۵۶، دار المعرفۃ۔ عمدۃ القاری:۲/۲۵۹، ۲۶۰ ملخصاً)۔

نمازِ عید کا طریقہ

عید کی نماز دو رکعت ہے، اس کا طریقہ عام نمازوں کی ہی طرح ہے، البتہ اس نماز میں چھ تکبیریں زائد ہوتی ہیں (تین پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے اور تین دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے) یہ تکبیرات واجب ہیں، اور ان کا ثبوت نبی کریم ﷺ، صحابہ کرامؓ اور کئی تابعین کرامؒ سے ہے۔

(مسند احمد، شرح معانی الآثار، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، مبسوط سرخسی، کتاب الآثار، اوجز المسالک وغیرہ)

نماز کا طریقہ یہ ہے: سب سے پہلے دل میں یا زبان سے نیت کرلے کہ ''دو رکعت عید کی واجب نماز، چھ واجب تکبیروں کے ساتھ اس امام کے پیچھے پڑھتا ہوں'' اس کے بعد تکبیر تحریمہ یعنی ''اللّٰہ أکبر'' کہہ کر ہاتھ باندھ لے، پھر ثناء، یعنی: ''سبحٰنک اللّٰھم...الخ'' پڑھ کے تین بار ''اللّٰہ أکبر'' کہے، پہلی اور دوسری بار کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر نیچے لٹکادے، البتہ تیسری بار ہاتھ نہ لٹکائے، بلکہ

باندھ لے، اس کے بعد امام ''أعوذ باللّٰہ '' اور ''بسم اللّٰہ '' پڑھ کے قراءت کرے اور حسبِ قاعدہ پہلی رکعت پوری کرے۔ دوسری رکعت میں قراءت کرنے کے بعد رکوع سے پہلے اسی طرح تین مرتبہ ''اللّٰہ أکبر '' کہے، جیسے پہلی رکعت میں کیا تھا، البتہ یہاں تینوں مرتبہ ہاتھ اُٹھا کر چھوڑ دے اور چوتھی بار رکوع کی تکبیر ''اللّٰہ أکبر '' کہہ کر رکوع میں چلا جائے، اور حسبِ قاعدہ نماز مکمل کرے۔

اگر کچھ رکعتیں چھوٹ جائیں تو نمازِ عید میں ملنے کا طریقہ

فرائض اسلام میں سب سے بڑا، اہم اور ذی شان فریضہ ''نماز'' ہے، لیکن مقامِ افسوس ہے کہ مجموعہ امتِ مسلمہ کا شاید دس فیصد طبقہ ہی اس اہم فریضہ کی طرف متوجہ ہوگا اور اس مختصر مجموعہ میں سے اس مقدس فریضہ کے جملہ مسائل سے واقفیت رکھنے والے بھی گنتی کے ہی افراد ہیں، انہی مسائل نماز میں سے ایک اہم مسئلہ ''نمازوں کی چھوٹی ہوئی رکعات کی ادائیگی کا طریقہ'' ہے۔ نمازی حضرات پانچوں نمازوں میں رہ جانے والی رکعات کو ادا کرنے کا طریقہ تو جانتے ہی ہوں گے، لیکن ''نمازِ عید'' (جو سال میں دو بار ہی آتی ہے) کی کوئی رکعت، یا تکبیراتِ زوائد رہ جائیں تو ان کی ادائیگی کیسے کی جائے گی؟ اس کی وضاحت تو ائمہ مساجد سے بھی بیان کرتے نہیں سنا گیا، چہ جائے کہ نمازی حضرات ان مسائل سے کما حقہ واقف ہوں، اور اگر کوئی امام صاحب اس مسئلہ کو بیان کرتے سنے بھی گئے تو عید کی نماز سے پہلے بیان کر رہے ہوتے ہیں، حالاں کہ یہ مسئلہ ان افراد سے متعلق ہے جو کسی عذر کی بناء پر تأخیر سے نماز میں شریک ہو رہے ہوں، نہ کہ ان افراد کے لیے جو پہلے سے مسجد یا عیدگاہ میں موجود ہیں۔

لہٰذا سوچا گیا کہ ''نمازِ عید'' میں مسبوق (یعنی وہ افراد جن کی کوئی رکعت یا تکبیرات رہ گئی ہوں) کی جتنی بھی صورتیں بن سکتی ہوں، ان کو تفصیل سے بیان کر دیا جائے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ علمائے کرام وائمہ مساجد اگر عید المبارک سے چند روز قبل تفصیل سے بیان کر دیں، تاکہ بہت سے صوم وصلوۃ کے پابند حضرات کی نمازِ عید خراب ہونے سے بچ سکے۔

ذیل میں وہ تمام (متوقع) صورتیں جو پیش آ سکتی ہیں، ان کا حکم ذکر کیا جاتا ہے:

۱:......اگر کوئی شخص ایسے وقت نماز میں شریک ہوا جب امام تکبیراتِ زوائد کہہ چکا تھا، تو ایسے شخص کے لیے حکم یہ ہے کہ تکبیرِ تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھنے کے بعد فوراً تین تکبیراتِ زوائد کہے اور اس کے بعد خاموشی سے امام کی قراءت سنے۔ (رد المحتار: ۶۴/۳، دار المعرفہ، بیروت)

۲:......اگر کوئی شخص ایسے وقت نماز میں شریک ہوا جب امام رکوع میں چلا گیا تھا، تو یہ شخص اندازہ کرے کہ اگر وہ قیام کی حالت میں ہی تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو سکتا ہو، تو ایسا ہی کرے اور اگر اس کا گمان یہ ہو کہ اگر میں نے قیام کی حالت میں تکبیرات کہیں تو امام رکوع سے اٹھ جائے گا، تو اس آنے والے کو چاہیے کہ وہ رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں تسبیحات کی بجائے تکبیرات کہے، لیکن اس وقت تکبیرات کہتے ہوئے ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے، بلکہ ہاتھ گھٹنے پر ہی رکھے رہیں۔

ہاں! اگر رکوع میں تکبیرات کہنے کے بعد وقت ہو تو رکوع کی تسبیحات بھی کہہ لی جائیں، اور اگر آنے والا رکوع میں چلا گیا اور ابھی رکوع کی حالت میں ایک بار تکبیر کہہ پایا تھا، یا زیادہ، یا کچھ بھی نہیں کہہ پایا تھا کہ امام رکوع سے اٹھ گیا تو یہ بھی رکوع سے اٹھ جائے، بقیہ تکبیریں اس سے ساقط ہیں۔ (عالمگیریہ: ۱/۱۵۱، رشیدیہ)

۳:...... اگر کوئی ایسے وقت نماز میں شریک ہوا جب امام پہلی رکعت کے رکوع سے اٹھ گیا تھا، یا دوسری رکعت میں قراءت شروع کر چکا تھا، تو اب آنے والا امام کی متابعت کرے، یعنی جس طرح امام کر رہا ہے اسی طرح کرتا رہے۔ پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد رہ جانے والی رکعت اس ترتیب سے ادا کرے گا کہ اول کھڑے ہو کر ثناء پڑھے، پھر سورۃ الفاتحہ پڑھے، پھر سورت ملائے، اور پھر رکوع میں جانے سے پہلے تین تکبیراتِ زوائد کہے، پھر رکوع میں جائے، یعنی صورت کے اعتبار سے ''امام کے ساتھ پڑھی ہوئی دوسری رکعت اور یہ رکعت جو ادا کی جا رہی ہے'' دونوں رکعتیں ایک جیسی ہوں گی، یہ اصح قول ہے۔ (البحر الرائق: ۲/۲۸۲، دار الکتب العلمیہ)

۴:...... اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں ایسے وقت پہنچا جب امام تکبیرات کہہ کر رکوع میں جا چکا تھا، تو اب پھر پہلی رکعت کی طرح اندازہ کرے کہ تکبیرات کہہ کر امام کو رکوع میں پا سکتا ہے، یا نہیں؟ اگر پا سکتا ہے تو ایسا ہی کرے، اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو رکوع میں جا کر تکبیرات کہے، اور اگر امام رکوع سے اٹھ گیا یعنی مقتدی سے دونوں رکعتیں رہ گئیں، تو یہ دونوں رکعتیں اسی طرح پوری کرے، جیسے عام ترتیب میں امام کے پیچھے پڑھی جاتی ہیں۔ (تاتارخانیہ: ۲/۳۷۲، قدیمی)

۵:...... اگر کوئی ایسے وقت میں پہنچا جب امام سلام پھیر چکا تھا، تو اب اکیلا اس نماز عید کو نہیں پڑھ سکتا، اس شخص کو چاہئے کہ کسی ایسی مسجد، یا عیدگاہ کو تلاش کرے جہاں ابھی تک عید کی نماز نہ ہوئی ہو، وہاں جا کر نماز ادا کرے اور اگر اس کو کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ چاشت کے وقت چار رکعت نفل ادا کرے۔ (رد المحتار: ۳/۶۷، دار المعرفہ)

الغرض! مذکورہ بالا ممکنہ صورتیں ہی کسی کو پیش آسکتی ہیں، اگر علمائے کرام اور ائمہ مساجد انہیں ''عید'' سے کچھ دن پہلے ہی سے ایک ایک کر کے بیان کر دیا کریں، تو یقیناً بہت سارے مسلمانوں کی ''عیدین'' کی نماز خراب ہونے سے بچ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنی مرضیات کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆